چندر کانتا

دیوکی نندن کھتری

پہلا بیان

شام کا وقت ہے، کچھ کچھ سورج دکھائی دے رہا ہے، سنسان میدان میں ایک پہاڑی کے نیچے دو شخص بیریندر سنگھ اور تیج سنگھ ایک پتھر کی چٹّان پر بیٹھے آپس میں کچھ باتیں کر رہے ہیں۔

بیریندر سنگھ کی عمر اکیس یا بائیس ورش کی ہوگی۔ یہ نوگڑھ کے راجا سریندر سنگھ کا اکلوتا لڑکا ہے۔ تیج سنگھ راجا سریندر سنگھ کے دیوان جیت سنگھ کا پیارا لڑکا اور کونور بیریندر سنگھ کا دلی دوست، بڑا چالاک، پھرتیلا، کمر میں صرف خنجر باندھے، بغل میں بٹوا لٹکائے، ہاتھ میں ایک کمند لئے، بڑی تیزی کے ساتھ چاروں طرف دیکھتا اور ان سے باتیں کرتا جاتا ہے۔ ان دونوں کے سامنے ایک گھوڑا کسا کسایا درست پیڑ سے بندھا ہوا ہے۔

کونور بیریندر سنگھ کہہ رہے ہیں، " بھائی تیج سنگھ، دیکھو محبت بھی کیا بری بلا ہے جس نے اس درجے تک پہنچا دیا۔ کئی دفع تم وجے گڑھ جا کر راجکماری چندر کانتا کی چیٹھی (خط) میرے پاس لائے اور میری چیٹھی ان تک پہنچائی جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جتنی محبت میں چندر کانتا سے رکھتا ہوں اتنی ہی چندر کانتا مجھ سے رکھتی ہے، اور ہمارے راجیہ سے اس کے راجیہ

کے بیچ صرف پانچ ہی کوس کا فاصلہ بھی ہے، تس (اس) پر بھی ہم لوگوں کے کئے کچھ نہیں بن پڑتا۔ دیکھو اس خط میں بھی چندر کانتا نے یہی لکھا ہے کہ " جس طرح بنے جلد مل جائو۔"

تیج سنگھ نے جواب دیا، " میں ہر طرح سے آپ کو وہاں لے جا سکتا ہوں مگر ایک تو آج کل چندر کانتا کے پتا مہاراج جے سنگھ نے محل کے چاروں طرف سخت پہرا بیٹھا رکھا ہے، دوسرے ان کے منتری کا لڑکا کرور سنگھ اس پر عاشق ہو رہا ہے، اوپر سے اس نے اپنے دونوں عیاروں کو جن کا نام ناظم علی اور احمد خاں ہے اس بات کی تاکید کر دی ہے کہ برابر وہ لوگ محل کی نگہبانی کیا کریں کیونکہ آپ کی محبت کا حال کرور سنگھ اور ان کے عیاروں کو بخوبی معلوم ہو گیا ہے۔ چاہے چندر کانتا کرور سنگھ سے بہت ہی نفرت کرتی ہے اور راجا بھی اپنی لڑکی اپنے منتری کے لڑکے کو نہیں دے سکتا پھر بھی اسے امید بندھی ہوئی ہے اور آپ کی لگاوٹ بہت بری معلوم ہوتی ہے۔ اپنے باپ کے ذریعہ اس نے مہاراج جے سنگھ کے کان تک آپ کی لگاوٹ کا حال پہنچا دیا ہے اور اسی سبب سے پہرے کی یہ سخت تعقید ہو گئی ہے۔ آپ کو لے چلنا ابھی مجھے پسند نہیں جب تک کہ میں وہاں جا کر فسادیوں کو گرفتار نہ کر لوں۔

"اس وقت میں پھر وجے گڑھ جا کر چندر کانتا اور چپلا سے ملاقات کرتا ہوں کیوں کہ چپلا عیارہ اور چندر کانتا کی پیاری سکھی ہے اور چندر کانتا کو جان سے زیادہ مانتی ہے۔ سوائی اس چپلا کے میرا ساتھ دینے والا وہاں کوئی نہیں ہے۔ جب میں اپنے دشمنوں کی چالاکی اور کاروائی دیکھ کر لوٹوں تب آپ کے چلنے کے بارے میں رائی دوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ بنا سمجھے بوجھے کام کر کے ہم لوگ وہاں ہی گرفتار ہو جائیں۔"

بیریندر: "جو مناسب سمجھو کرو، مجھ کو تو صرف اپنی طاقت کا بھروسا ہے لیکن تم کو اپنی طاقت اور عیاری دونوں کا"۔

تیج سنگھ: "مجھے یہ بھی پتا لگا ہے کہ حال ہی میں کرور سنگھ کے دونوں عیار ناظم اور احمد یہاں آ کر پنہ (پھر سے) ہمارے مہاراج کا درشن کر گئے ہیں۔ نہ معلوم کس چالاکی میں آئے تھے؟ افسوس اس وقت میں یہاں نہ تھا۔"

بیریندر: "مشکل تو یہ ہے کہ تم کرور سنگھ کے دونوں عیاروں کو پھنسایا چاہتے ہو اور وہ لوگ تمہاری گرفتاری کی فکر میں ہیں، پرمیشور (خدا) ہی کشل (خیریت) کرے۔ خیر، اب تم جاؤ اور جس طرح بنے چندر کانتا سے میری ملاقات کا بندوبست کرو۔

تیج سنگھ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور بیریندر سنگھ کو وہیں چھوڑ پیدل وجے گڑھ کی طرف روانہ ہوئے۔ بیریندر سنگھ بھی گھوڑے کو درخت سے کھول اس پر سوار ہوئے اور اپنے قلع کی طرف چل چلے گئے۔

دوسرا بیان

وجے گڑھ میں کرور سنگھ اپنی بیٹھک کے اندر ناظم اور احمد دونوں عیاروں کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا ہے۔

کرور: "دیکھو ناظم، مہاراج کو تو یہ خیال ہے کہ میں راجا ہو کر منتری کے لڑکے کو کیسے داماد بناؤں، اور چندر کانتا بیریندر سنگھ کو چاہتی ہے، اب کہو کہ میرا کام کیسے نکلے؟ اگر سوچا جائے کہ چندر کانتا کو لے کر بھاگ جاؤں تو کہاں جاؤں اور کہاں رہ کر آرام کروں؟ پھر لے جانے کے بعد میرے باپ کی مہاراج کیا دردشا (بدحالی) کریں گے؟ اس سے تو یہی مناسب ہوگا کہ پہلے بیریندر سنگھ اور اس کے عیار تیج سنگھ کو کسی طرح گرفتار کر کسی ایسی جگہ لے جا کر کھپا ڈالا جائے کہ ہزار ورش تک پتا نہ لگے، اور اس کے بعد موقع پا کر مہاراج کو مارنے کی فکر کی جائے پھر تو میں جھٹ گدّی کا مالک بن جاؤنگا اور تب البتہ اپنی زندگی میں چندر کانتا سے عیش کر سکوں گا۔ مگر یہ تو کہو کہ مہاراج کے مارنے کے بعد میں گدّی کا مالک کیسے بنوں گا؟ لوگ مجھے راجا کیسے بنائین گے؟"

ناظم: "ہمارے راجا کے یہاں بنِسبت کافروں کے مسلمان زیادہ ہیں، ان سبھوں کو آپ کی مدد کے لئے میں راضی کر سکتا ہوں اور ان لوگوں سے قسم کھلا سکتا ہوں کہ مہاراج کے بعد آپ کو راجا مانیں، مگر شرط یہ ہے کہ کام ہو جانے پر آپ بھی ہمارے مذہب مسلمانی کو قبول کریں؟"

کرور سنگھ: "اگر ایسا ہے تو تمہاری شرط میں دل وجان سے قبول کرتا ہوں۔"

احمد: "تو بس ٹھیک ہے، آپ اس بات کا اقرارنامہ لکھ کر میرے حوالے کریں، میں سب مسلمان بھائیوں کو دکھلا کر انہیں اپنے ساتھ ملا لوں گا۔"

کرور سنگھ نے کام ہو جانے پر مسلمانی مذہب اختیار کرنے کا اقرارنامہ لکھ کر فوراً ناظم اور احمد کے حوالے کیا، جس پر احمد نے کرور سنگھ سے کہا،" اب سب مسلمانوں کو ایک دل کر لینا ہم لوگوں

کے ذمہؔ ہے، اس کے لئے آپ کچھ نہ سوچئے، ہاں ہم دونوں آدمیوں کے لئے بھی ایک اقرارنامہ اس بات کا ہو جانا چاہئے کہ آپ کے راجا ہونے پر ہمیں دونوں وزیر مکرر کئے جائینگے، اور تب ہم لوگوں کی چالاکی کا تماشا دیکھئے کہ بات کی بات میں زمانہ کیسے الٹ پلٹ کر دیتے ہیں!"

کرور سنگھ نے جھٹپٹ اس بات کا بھی اقرارنامہ لکھ دیا جس سے وہ دونوں بہت ہی خوش ہوئے۔ اس کے بعد ناظم نے کہا، "اس وقت ہم لوگ چندرکانتا کے حال چال کی خبر لینے جاتے ہیں کیوں کہ یہ شام کا وقت بہت اچھا ہے، چندرکانتا ضرور باغ میں گئی ہوگی اور اپنی سکھی چپلا سے اپنی ورہ کہانی کہتی ہوگی، اس لئے ہم کو اس کا پتا لگانا کوئی مشکل نہ ہوگا کہ آج کل بیریندر سنگھ اور چندرکانتا کے بیچ میں کیا ہو رہا ہے۔"

یہ کہہ کر دونوں عیار کرور سنگھ سے بدا ہوئے۔

تیسرا بیان

کچھ کچھ دن باقی ہے، چندرکانتا چپلا اور چمپا باغ میں ٹہل رہی ہیں۔ بھینی بھینی پھولوں کی مہک دھیمی ہوا کے ساتھ مل کر طبیعت کو خوش کر رہی ہے۔ طرح طرح کے پھول کھلے ہوئے ہیں۔ باغ کے پشچم کی طرف والے آم کے گھنے پیڑوں کی بہار اور اس میں سے بیٹھتے ہوئے سورج کے کرنوں کی چمک ایک عجیب ہی مزا دے رہی ہے۔ پھولوں کی کیاریوں کی روشوں میں اچھی طرح چھڑکاو کیا ہوا ہے اور پھولوں کے درخت بھی اچھی طرح پانی سے دھوئے ہوئے ہیں۔

کہیں گلاب، کہیں جوہی، کہیں بیلا، کہیں موتیے کی کیاریاں اپنا اپنا مزا دے رہی ہیں۔ ایک طرف باغ سے سٹا ہوا اونچا محل اور دوسری طرف سندر سندر برجیاں اپنی بہار دکھلا رہی ہیں۔ چپلا جو چالاکی کے فن میں بڑی تیز اور چندر کانتا کی پیاری سکھی ہے اپنے چنچل ہاؤ بھاؤ کے ساتھ چندر کانتا کو سنگ لیے چاروں اور گھومتی اور تعریف کرتی ہوئی خوشبودار پھولوں کو توڑ توڑ کر چندر کانتا کے ہاتھ میں دے رہی ہے، مگر چندر کانتا کو بیریندر سنگھ کی جدائی میں یہ سب باتیں کب اچھی معلوم ہوتی ہیں، اسے تو دل بہلانے کے لئے اس کی سکھیاں زبردستی باغ میں کھینچ لائی ہیں۔

چندر کانتا کی سکھی چمپا تو گچھا بنانے کے لئے پھولوں کو توڑتی ہوئی مالتی لتا کے کنج کی طرف چلی گئی لیکن چندر کانتا اور چپلا دھیرے دھیرے ٹہلتی ہوئی بیچ کے فوارے کے پاس جا نکلیں اور اس کی چکردار ٹوٹیوں سے نکلتے ہوئے جل کا تماشا دیکھنے لگیں۔

چپلا : "نہ معلوم چمپا کدھر چلی گئی!"

چندر کانتا : "کہیں ادھر ادھر گھومتی ہوگی؟"

چپلا : "دو گھڑی سے زیادہ ہوئے کہ ہم لوگوں کے ساتھ نہیں ہے۔

چندر کانتا : دیکھو وہ آ رہی ہے۔"

چپلا : "اس وقت تو اس کی چال میں فرق معلوم ہوتا ہے!"

اتنے میں چمپا نے آ کر پھولوں کا ایک گچھا چندر کانتا کے ہاتھ میں دیا اور کہا، " دیکھئے یہ کیسا اچھا گچھا بنا لائی ہوں !اگر اس وقت کنور بیریندر سنگھ ہوتے تو اس کو دیکھ میری کاریگری کی تعریف کرتے اور مجھ کو بہت کچھ انعام دیتے۔"

بیریندر سنگھ کا نام سنتے ہی یکایک چندر کانتا کا عجب حال ہو گیا۔ بھولی ہوئی بات پھر یاد آ گئی، کمل مکھ مرجھا گیا، اونچی اونچی سانسیں لینے لگی، آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ دھیرے دھیرے کہنے لگی،" نہ معلوم ودھاتا (خدا) نے میرے بھاگیہ میں کیا لکھا ہے؟ نہ معلوم میں نے اس جنم میں کون ایسے پاپ کئے ہیں جن کے بدلے یہ دکھ بھوگنا پڑا۔ دیکھو پتا کو کیا دھن سمائی ہے۔ کہتے ہیں کہ چندر کانتا کو کنواری ہی رکھونگا۔ ہائے، بیریندر کے پتا نے شادی کرنے کے لئے کیسی کیسی خوشامدیں کیں مگر اس دشٹ (بدمعاش) کرور کے باپ کپتھ سنگھ نے ان کو ایسا کچھ اپنے وش میں کر رکھا ہے کہ کوئی کام ہونے نہیں دیتا، اور ادھر کمبخت کرور مجھ سے اپنی ہی لسی لگانا چاہتا ہے۔"

یکایک چپلا نے چندر کانتا کا ہاتھ پکڑ کر دھیرے سے دبایا، مانو چپ رہنے کے لئے اشارہ کیا۔

چپلا کے اشارے کو سمجھ چندر کانتا چپ ہو رہی اور چپلا کا ہاتھ پکڑ کر پھر باغ میں ٹہلنے لگی، مگر اپنا رومال اس جگہ جان بوجھ کر گراتی گئی۔ تھوڑی دور آگے بڑھ کر اس نے چمپا سے کہا، "سکھی، دیکھو تو فوارے کے پاس کہیں میرا رومال گر پڑا ہے۔"

چمپا رومال لینے فوارے کی طرف چلی گئی، تب چندر کانتا نے چپلا سے پوچھا،" سکھی تیں نے بولتے بولتے مجھے یکایک کیوں روکا؟"

چپلا نے کہا،"میری پیاری سکھی، مجھ کو چمپا پر شبہ ہو گیا ہے، اس کی باتوں اور چتونوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اصلی چمپا نہیں ہے۔"

اتنے میں چمپا نے رومال لا کر چپلا کے ہاتھ میں دیا۔ چپلا نے چمپا سے پوچھا، "سکھی، کل رات کو میں نے تجھ سے جو کہا تھا سو تیں نے کیا؟" چمپا بولی، "نہیں میں تو بھول گئی!" تب چپلا نے کہا، "بھلا وہ بات تو یاد ہے یا وہ بھی بھول گئی!" چمپا بولی، "بات تو یاد ہے۔" تب پھر چپلا نے کہا، "بھلا دوہرا کے مجھ سے کہہ تو صحیح، تب میں جانوں کہ تجھے یاد ہے!"

اس بات کا جواب نہ دے کر چمپا نے دوسری بات چھیڑ دی جس سے شک کی جگہ یقین ہو گیا کہ یہ چمپا نہیں ہے۔ آخر چپلا کہہ کر کہ "میں تجھ سے ایک بات کہونگی" چمپا کو ایک کنارے لے گئی اور کچھ معمولی باتیں کر کے بولی، "دیکھ تو چمپا میرے کان سے کچھ بدبو تو نہیں آتی؟ کیونکہ کل سے کان میں درد ہے!" نقلی چمپا چپلا کے پھیر میں پڑ گئی اور فوراً کان سونگھنے لگی۔ چپلا چالاکی سے بے ہوشی کی بکنی کان میں رکھ کر نقلی چمپا کو سنگھا دیا جس کے سونگھتے ہی چمپا بے ہوش ہو کر گر پڑی۔

چپلا نے چندرکانتا کو پکار کر کہا، نکل آئو سکھی اپنی چمپا کا حال دیکھو۔ چندرکانتا نے پاس آ کر چمپا کو بے ہوش پڑی ہوئی دیکھ چپلا سے کہا، "سکھی کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا خیال دھوکھا ہی نکلے اور پیچھے چمپا سے شرمانا پڑے! نہیں ایسا نہ ہوگا! کہہ چپلا چمپا کو پیٹھ پر لاد فوارے کے پاس لے گئی اور چندرکانتا سے بولی، "تم فوارے سے چلو بھر بھر پانی اس کے منہ پر ڈالو، میں دھوتی ہوں۔" چندرکانتا نے ایسا ہی کیا اور چپلا خوب رگڑ رگڑ کر اس کا منہ دھونے لگی۔ تھوڑی دیر میں چمپا کی صورت بدل گئی اور صاف ناظم کی صورت نکل آئی۔ دیکھتے ہی چندرکانتا کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا اور وہ بولی، "سکھی اس نے تو بڑی بے ادبی کی!"

"دیکھو تو اب میں کیا کرتی ہوں!" کہہ کر چپلا ناظم کو پھر پیٹھ پر لاد باغ کے ایک کونے میں لے گئی جہاں برج کے نیچے ایک چھوٹا سا تہ خانہ تھا۔ اس کے اندر بے ہوش ناظم کو لے جا کر لٹا دیا اور اپنے عیاری کے بٹوے میں سے موم‌بتی نکال کر جلائی۔ ایک رسی سے ناظم کے پیر اور دونوں ہاتھ پیٹھ کی طرف خوب کس کر باندھے، اور ڈبیا سے لکھلکھا نکال اس کو سنگھایا جس سے ناظم نے ایک چھینک ماری اور ہوش میں آکر اپنے کو قید اور بے بس دیکھا۔ چپلا کوڑا لے کر کھڑی ہو گئی اور مارنا شروع کیا۔

معاف کرو، مجھ سے بڑا قصور ہوا، اب میں ایسا کبھی نہ کرونگا بلکہ اس کام کا نام بھی نہ لونگا!" اتیادی (وغیرہ) کہہ ناظم چلانے اور رونے لگا، مگر چپلا کب سنتی تھی؟ وہ کوڑا جمائے ہی گئی اور بولی، "صبر کر، ابھی تو تیرے پیٹھ کی کھجلی بھی نہ مٹی ہوگی۔ تو یہاں کیوں آیا تھا؟ کیا باغ کی ہوا اچھی معلوم ہوئی تھی؟ کیا باغ کی سیر کو جی چاہا تھا؟ کیا تو نہیں جانتا تھا کہ چپلا بھی یہاں ہوگی؟ حرام زادے کے بچے، بے ایمان، اپنے باپ کے کہنے سے تیں نے یہ کام کیا! دیکھ میں اس کی بھی طبیعت خوش کر دیتی ہوں!" یہ کہہ کر پھر مارنا شروع کیا، تب پوچھا، "سچ بتا تو یہاں کیسے آیا اور چمپا کہاں گئی؟"

مارے خوف سے ناظم کو اصل حال کہنا ہی پڑا۔ وہ بولا، "چمپا کو میں نے ہی بے ہوش کیا تھا، بے ہوشی کی دوا چھڑک کر پھولوں کا گچھا اس کے راستے میں رکھ دیا جس کو سونگھ کر وہ بے ہوش ہوگئی، تب میں نے اسے مالتی لتا کے کنج میں ڈال دیا اور اس کی صورت بن اس کے کپڑے پہر تمہاری طرف چلا آیا۔ لو میں نے سب حال کہہ دیا، اب چھوڑ دو!"

چپلا نے کہا، "ٹھہر چھوڑتی ہوں۔" مگر پھر بھی دس پانچ خوبصورت کوڑے اور جما ہی دیے یہاں تک کہ ناظم بلبلا اٹھا، تب چپلا نے چندرکانتا سے کہا، "سکھی تم اس کی نگہبانی کرو، میں چمپا کو ڈھونڈھ لاتی ہوں، کہیں یہ پاجی جھوٹ نہ کہتا ہو!"

چمپا کو کھوجتی ہوئی چپلا مالتی لتا کے پاس پہنچی اور بتی بال کر ڈھونڈھ نے لگی۔ دیکھا کہ سچ مچ چمپا ایک جھاڑی میں بے ہوش پڑی ہے اور بدن پر اس کے ایک لتا بھی نہیں ہے۔ لکھلکھا سنگھا کر ہوش میں لائی اور پوچھا، "کیوں مزاج کیسا ہے، کھا نہ گئی دھوکھا!"

چمپا نے کہا، "مجھ کو کیا معلوم تھا کہ اس سمے یہاں عیاری ہوگی؟ اس جگہ پھولوں کا ایک گچھا پڑا تھا جس کو سونگھتے ہی میں بے ہوش ہو گئی، پھر نہ معلوم کیا ہوا۔ ہائے، نہ جانے کس نے مجھے بے ہوش کیا، میرے کپڑے بھی اتار لیے، بڑی لاگت کے کپڑے تھے!"

وہاں پر ناظم کے کپڑے پڑے ہوئے تھے جن میں سے دو ایک لے کر چپلا نے چمپا کا بدن ڈھانکا اور تب یہ کہہ کے کہ "میرے ساتھ آ میں اسے دکھلاؤں جس نے تیری ایسی حالات کی!" چمپا کو ساتھ لے اس جگہ آئی جہاں چندرکانتا اور ناظم تھے۔ ناظم کی طرف اشارہ کر کے چپلا نے چمپا سے کہا، "دیکھ اسی نے تیرے ساتھ یہ بھلائی کی تھی!" چمپا کو ناظم کی صورت دیکھتے ہی بڑا غصہ آیا اور وہ چپلا سے بولی، "بہن، اگر اجازت دو تو میں بھی دو چار کوڑے لگا کر اپنا غصہ نکال لوں۔"

چمپا نے کہا،"ہاں ہاں، جتنا جی چاہے اس موئے کو جوتیاں لگاؤ"!بس پھر کیا تھا، چمپا نے منمانتے کوڑے ناظم کو لگائے، یہاں تک کہ ناظم گھبڑا اٹھا اور جی میں کہنے لگا، "خدا کرور سنگھ کو غارت کرے جس کی بدولت میری یہ حالات ہوئی!"

آخرکار ناظم کو اسی تہ خانہ میں قید کر تینوں محل کی طرف روانہ ہوئیں یہ چھوٹا سا باغ جس میں اوپر لکھی باتیں ہوئیں، محل کے سنگ سٹا ہوا اس کے پچھواڑے کی طرف پڑتا تھا اور خاص کر چندرکانتا کے ٹہلنے اور ہوا کھانے کے لئے ہی بنوایا گیا تھا۔ اس کے چارو طرف مسلمانوں کا پہرا ہونے کے سبب سے ہی احمد اور ناظم کو اپنا کام کرنے کا موقع مل گیا تھا۔

چوتھا بیان

تیج سنگھ بیریندر سنگھ سے رخصت ہو کر وجے گڑھ پہنچے اور چندرکانتا سے ملنے کی کوشش کرنے لگے، مگر کوئی ترکیب نہ بیٹھی کیوں کہ پہرے والے بڑی ہوشیاری سے پہرا دے رہے تھے۔ آخر سوچنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ رات چاندنی ہے، اگر اندھیری ہوتی تو کمند لگا کر ہی محل کے اوپر جانے کی کوشش کی جاتی۔

آخر تیج سنگھ ایکانت میں گئے اور وہاں اپنی صورت ایک چوبدار کی سی بنا محل کی دیوڑھی پر پہنچے۔ دیکھا کہ بہت سے چوبدار اور پیادے بیٹھے پہرا دے رہے ہیں۔ ایک چوبدار سے بولے، "یار، ہم بھی مہاراج کے نوکر ہیں، آج چار مہینے سے مہاراج نے ہم کو اپنی اردلی (orderly) میں

نوکر رکھا ہے، اس وقت چھٹّی تھی، چاندنی رات کا مزا دیکھتے ٹہلتے اس طرف آنکلے، تم لوگوں کو تمباکو پیتے دیکھ جی میں آیا کہ چلو دو پھونک ہم بھی لگا لیں، افیون کھانے والوں کو تمباکو کی مہک جیسی معلوم ہوتی ہے آپ لوگ بھی جانتے ہی ہونگے!"

"ہاں ہاں، آئیے بیٹھئے، تمباکو پیجئے!" کہہ کر چوبدار اور پیادوں نے حقہ تیج سنگھ کے آگے رکھا۔ تیج سنگھ نے کہا، "میں ہندو ہوں، حقہ تو نہیں پی سکتا ہاں ہاتھ سے ضرور پی لونگا۔" یہ کہہ چلم اتار لی اور پینے لگے۔

دو پھونک بھی تمباکو کے نہیں پیے تھے کہ کھانسنا شروع کیا، اتنا کھانسا کہ تھوڑا سا پانی بھی منہ سے نکال دیا اور تب کہا، "میاں، تم لوگ عجب کڑوا تمباکو پیتے ہو؟ میں تو ہمیشہ سرکاری تمباکو پیتا ہوں۔ مہاراج کے حقہ بردار سے دوستی ہو گئ ہے، وہ برابر مہاراج کے پینے والے تمباکو میں سے مجھ کو دیا کرتا ہے، اب ایسی عادت پڑ گئ ہے کہ سوائے اس تمباکو کے اور کوئی تمباکو اچھا ہی نہیں لگتا!"

اتنا کہہ چوبدار بنے ہوئے تیج سنگھ نے اپنے بٹوے میں سے ایک چلم تمباکو نکال کر دیا اور کہا، "لو تم لوگ بھی پی کر دیکھ لو کہ کیسا تمباکو ہے۔"

بھلا چوبداروں نے مہاراج کے پینے کا تمباکو کبھی کاہے کو پیا ہوگا، پینا کیا سپنے میں بھی نہ دیکھا ہوگا؟ جھٹ سے ہاتھ پھیلا دیا اور کہا،" لائو بھائی، بھلا تمہاری بدولت ہم بھی سرکاری تمباکو تو پی لیں، تم بڑے قسمتور ہو کہ مہاراج کے ساتھ رہتے ہو، تم تو خوب چین کرتے ہوگے "!یہ کہہ

نقلی چوبدار (تیج سنگھ) کے ہاتھ سے تمباکو لے لیا اور خوب ڈبل جما کر تیج سنگھ کے سامنے لائے۔ تیج سنگھ نے کہا، "تم لوگ سلگاؤ، پھر میں بھی لے لونگا۔"

اب حقہ گڑگڑانے لگا اور ساتھ ہی گپیں بھی اڑنے لگیں۔

تھوڑی ہی دیر میں سب چوبدار اور پیادوں کا سر گھومنے لگا، یہاں تک کہ جھکتے جھکتے سب اوندھے ہو کر گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے۔

اب کیا تھا، بڑی آسانی سے تیج سنگھ پھاٹک کے اندر گھس گئے اور نظر باغ میں پہنچے۔ دیکھا کہ ہاتھ میں روشنی لئے سامنے سے ایک لونڈی چلی آ رہی ہے۔ تیج سنگھ نے پھورتی سے پاس جا کر اس کے گلے میں کمند دالی اور ایسا جھٹکا دیا کہ وہ چوں تک نہ کر سکی اور زمین پر گر پڑی۔ ترنت اسے بے ہوشی کی بکنی سنگھائی اور جب وہ بے ہوش ہو گئی اسے وہاں سے اٹھا کر کنارے لے گئے۔ بٹوے میں سے سامان نکال موم بتی جلائی اور سامنے آئینہ رکھ اپنی صورت اسی کے جیسی بنائی، اس کے بعد اس کو وہیں چھوڑ اسی کا کپڑا پہن محل کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچے جہاں چندر کانتا چپلا اور چمپا دس پانچ لونڈیوں کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ لونڈی کی صورت بنے ہوئے تیج سنگھ بھی ایک کنارے جا کر بیٹھ گئے۔

تیج سنگھ کو دیکھ چپلا بولی، "کیوں کیتکی، جس کام کے لئے میں نے تجھ کو بھیجا تھا کیا وہ کام تو کر آئی جو چپ چاپ آ کر بیٹھ رہی ہے؟"

چپلا کی بات سن تیج سنگھ کو معلوم ہو گیا کہ جس لونڈی کو میں نے بے ہوش کیا ہے یا جس کی صورت بن کر آیا ہوں اس کا نام کیتکی ہے۔

نقلی کیتکی :ہاں کام کرنے تو گئی ہی تھی مگر راستہ میں ایک نیا تماشا دیکھ تم سے کچھ کہنے کے لئے لوٹ آئی ہوں۔

چپلا : "ایسا !اچھا تیں نے کیا دیکھا، کہہ ؟"

نقلی کیتکی : "سبھوں کو ہٹا دو تو تمہارے اور راجکماری کے سامنے بات کہہ سناؤں۔"

سب لونڈیاں ہٹا دی گئیں اور کیول (صرف) چندرکانتا چپلا اور چمپا رہ گئیں، تب کیتکی نے ہنس کر کہا، "کچھ انعام دو تو خوش خبری سناؤں۔"

چندرکانتا نے سمجھا کہ شاید یہ کچھ بیریندر سنگھ کی خبر لائی ہے، مگر پھر یہ بھی سوچا کہ میں نے تو آج تک کبھی بیریندر سنگھ کا نام بھی اس کے سامنے نہیں لیا تب یہ کیا معاملہ ہے؟ کون سی خوش خبری ہے جس کے سننے کے لئے یہ پہلے ہی سے انعام مانگتی ہے؟ آخر چندرکانتا نے کیتکی سے کہا، "ہاں ہاں انعام دونگی، تو کہہ تو صحیح، کیا خوش خبری لائی ہے؟" کیتکی نے کہا، "پہلے دے دو تو کہوں نہیں تو جاتی ہوں۔" یہ کہہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

کیتکی کے یہ نخرے دیکھ چپلا سے نہ رہا گیا اور وہ بول اٹھی، "کیوں رے کیتکی، آج تجھ کو کیا ہوگیا ہے کہ ایسی بڑھ بڑھ کے باتیں کر رہی ہے۔ لگاؤں دو لات اٹھ کے!"

کیتکی نے جواب دیا، "کیا میں تجھ سے کمزور ہوں جو تو لات لگاوے گی اور میں چھوڑ دونگی۔"

اب تو چپلا سے نہ رہا گیا اور کیتکی کا جھونٹا پکڑنے کے لئے دوڑی یہاں تک کہ دونوں آپس میں گتھ گئیں۔ اتفاق سے چپلا کا ہاتھ نقلی کیتکی کی چھاتی پر جا پڑا جہاں کی صفائی دیکھ وہ گھبرا اٹھی اور جھٹ الگ ہو گئی۔

نقلی کیتکی: (ہنس کر) کیوں، بھاگ کیوں گئیں آؤ، لڑو!

چپلا کمر سے کٹار نکال سامنے ہوئی اور بولی، "او عیار، سچ بتا تو کون ہے نہیں تو ابھی جان لے ڈالتی ہوں!"

اس کا جواب نقلی کیتکی نے چپلا کو کچھ نہ دیا اور بیریندر سنگھ کی چیٹھی (dialect for چٹھی) نکال چندرکانتا کے سامنے رکھ دی۔ چپلا کی نظر بھی اس چیٹھی پر پڑی اور غور سے دیکھنے لگی۔ بیر یندر سنگھ کے ہاتھ کی لکھاوٹ دیکھ سمجھ گئی کہ یہ تیج سنگھ ہیں کیوں کہ سوائے تیج سنگھ کے اور کسی کے ہاتھ بیریندر سنگھ کبھی چیٹھی نہیں بھیجینگے۔ یہی سوچ سمجھ چپلا شرما گئی اور گردن نیچی کر چپ ہو رہی مگر جی میں تیج سنگھ کی صفائی اور چالاکی کی تعریف کرنے لگی بلکہ سچ تو یہ ہے کہ تیج سنگھ کی محبت نے اس کے دل میں جگہ پکڑ لی۔

چندرکانتا نے بڑی محبت سے بیریندر سنگھ کا خط پڑھا اور تب تیج سنگھ سے بات چیت کرنے لگی۔

چندرکانتا: "کیوں تیج سنگھ، ان کا مزاج تو اچھا ہے؟"

تیج سنگھ: مزاج کیا خاک اچھا ہوگا؟ کھانا پینا سب چھوٹ گیا، روتے روتے آنکھیں سوج آئیں، دن رات تمہارا دھیان ہے، بنا تمہارے ملے ان کو کب آرام ہے۔ ہزار سمجھاتا ہوں مگر کون سنتا ہے، ابھی اسی دن تمہاری چیٹھی لے کر میں گیا تھا، آج ان کی حالت دیکھ پھر یہاں آنا پڑا۔ کہتے تھے کہ میں خود چلونگا، کسی طرح سمجھا بجھا کر یہاں آنے سے روکا اور کہا کہ آج مجھ کو جانے دو، میں

جا کر وہاں بندوبست کر آؤں تب تم کو لے چلونگا جس میں کسی طرح کا نقصان نہ ہو۔ خیر، کسی طرح سمجھ گئے اور تمہاری چٹھی کا جواب دے کر مجھے ادھر بدا کیا۔

چندرکانتا : "افسوس تم ان کو اپنے ساتھ نہ لائے، بھلا میں ان کا درشن تو کر لیتی !دیکھو یہاں کرور سنگھ کے دونوں عیاروں نے اتنا اودھم مچا رکھا ہے کہ کچھ کہا نہیں جاتا۔ پتاجی کو میں کتنا روکتی اور سمجھاتی ہوں کہ کرور سنگھ کے دونوں عیار میرے دشمن ہیں مگر مہاراج کچھ نہیں سنتے، کیوں کہ کرور سنگھ نے ان کو اپنے وش میں کر رکھا ہے۔ میری اور کمار کی ملاقات کا حال بہت کچھ بڑھا کر مہاراج کو نہ معلوم کس طرح سمجھا دیا ہے کہ مہاراج اسے پچوں کا بادشاہ سمجھ گئے ہیں۔ وہ ہردم مہاراج کے کان بھرا کرتا ہے۔ اب وہ میری کچھ بھی نہیں سنتے، ہاں آج بہت کچھ کہنے کا موقع ملا ہے کیوں کہ آج میری پیاری سکھی چپلا نے ناظم کو اس پچھواڑے والے باغ میں گرفتار کیا ہے، کل مہاراج کے سامنے اس کو لے جا کر تب کہونگی کہ آپ اپنے کرور سنگھ کی سچائی کو دیکھئے، اگر میرے پہرے پر مقرر کیا ہی تھا تو باغ کے اندر آنے کی اجازت اسے کس نے دی تھی؟"

یہ کہہ کر چندرکانتا نے ناظم کے گرفتار ہونے اور باغ کے تہ خانے میں قید کرنے کا بالکل حال تیج سنگھ سے کہہ سنایا۔

تیج سنگھ چپلا کی چالاکی سن کر حیران ہو گئے اور دل میں اس کو پیار کرنے لگے پر کچھ سوچنے کے بعد بولے، "چپلا نے چالاکی تو خوب کی مگر دھوکھا کھا گئی۔"

یہ سن چپلا حیران ہو گئی کہ یا رام میں نے کیا دھوکھا کھایا، پر کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ آخر نہ رہا گیا، تیج سنگھ سے پوچھا، "جلدی بتاؤ میں نے کیا دھوکھا کھایا؟" تیج سنگھ نے کہا، "کیا تم اس بات کو

نہیں جانتی تھیں کہ ناظم باغ میں پہنچا تو احمد بھی ضرور آیا ہوگا؟ پھر باغ ہی میں ناظم کو کیوں چھوڑ دیا؟ تم کو مناسب تھا کہ جب اس کو گرفتار ہی کیا تھا تو محل میں لا کر قید کرتیں یا اسی وقت مہاراج کے پاس بھیجوا (بھجوا dialect for) دیتیں، اب ضرور احمد ناظم کو چھڑا لے گیا ہوگا۔"

اتنی بات سنتے ہی چپلا کے ہوش اڑ گئے اور بہت شرمندہ ہو کر بولی، " سچ ہے، بڑی بھاری غلطی ہوئی، اس کا کسی نے خیال نہیں کیا!"

تیج سنگھ :"اور کوئی کیوں خیال کرتا !تم تو چالاک بنتی ہو، عیار کہلاتی ہو، اس کا خیال تم کو ہونا چاہئے کہ دوسروں کو !خیر، جا کے دیکھو بھی تو ہے یا نہیں؟"

چپلا دوڑی ہوئی باغ کی طرف گئی۔ تہ خانے کے پاس جاتے ہی دیکھا کہ دروازہ کھلا پڑا ہے۔ بس پھر کیا تھا؟ یقین ہوگیا کہ ناظم کو احمد چھڑا لے گیا۔ تہ خانے کے اندر جا کر دیکھا تو خالی پڑا پا(کر)اپنی بے وقوفی پر افسوس کرتی لوٹ آئی اور بولی، "کیا کہوں، سچ مچ احمد ناظم کو چھڑا لے گیا!"اب تیج سنگھ نے چھیڑنا شروع کیا،" بڑی عیارہ بنی تھیں، کہتی تھیں ہم چالاک ہیں، ہوشیار ہیں، یہ ہیں، وہ ہیں۔ بس ایک ادنی عیار نے ناکوں دم کر ڈالا!!"

چپلا جھنجھلا اٹھی اور چڑھ کر بولی،"چپلا نام نہیں جو اب کی دونوں کو گرفتار کر اسی کمرے میں لا بے حساب جوتیاں نہ لگاؤں۔"

تیج سنگھ نے کہا،"بس تمہاری کاریگری دیکھی گئی، اب دیکھو میں کیسے ایک ایک کو گرفتار کر اپنے شہر میں لے جا کے قید کرتا ہوں!"

اس کے بعد تیج سنگھ نے اپنے آنے کا پورا حال چندرکانتا اور چپلا سے کہہ سنایا اور یہ بھی بتلا دیا کہ فلانی جگہ پر میں کیتکی کو بے ہوش کر کے ڈال آیا ہوں، تم جا کر اسے اٹھا لانا، اس کے کپڑے میں نہ دونگا کیوں کہ اسی صورت سے باہر چلا جاتا ہوں۔ دیکھو، سوائے تم تینوں کے یہ سب حال اور کسی کو نہ معلوم ہو نہیں تو سب کام بگڑ جائیگا۔"

چندرکانتا نے بھی تیج سنگھ سے تاکید کی کہ "دوسرے تیسرے تم ضرور یہاں آیا کرو، تمہارے آنے سے ڈھارس بنی رہتی ہے۔"

"بہت اچھا، میں ایسا ہی کرونگا!" کہہ تیج سنگھ چلنے کو تیار ہوئے۔ چندرکانتا انہیں جاتے دیکھ رو کر بولی، "کیوں تیج سنگھ، کیا میری قسمت میں کمار کی ملاقات نہیں بدی ہے؟" اتنا کہتے ہی گلا بھر آیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ تیج سنگھ نے بہت سمجھایا اور کہا کہ" دیکھو یہ سب بکھیڑا اسی واسطے کیا جا رہا ہے جس میں تمہارے ان کے ہمیشہ کے لئے ملاقات ہو، اگر تم ہی گھبڑا جاؤگی تو کیسے کام چلیگا؟" بہت کچھ سمجھا بجھا کر چندرکانتا کو چپ کرایا، تب وہاں سے روانہ ہو کیتکی ہی کی صورت میں دروازے پر آئے۔ دیکھا تو دو چار پیادے تو ہوش میں آئے ہیں باقی چت پڑے ہیں، کوئی اوندھا پڑا ہے، کوئی اٹھا تو ہے مگر پھر بھی جھکا ہی جاتا ہے۔ نقلی کیتکی نے ڈپٹ کر دربانوں سے کہا، "تم لوگ پہرا دیتے ہو یا زمین سونگھتے ہو! اتنی افیم کیوں کھاتے ہو کہ آنکھیں نہیں کھلتیں اور سوتے ہو تو مردوں سے بازی لگا کر! دیکھو میں بڑی رانی سے کہہ کر تمہاری کیا دشا کرواتی ہوں!"

جو چوبدار ہوش میں آ چکے تھے کیتکی کی بات سن کر سنّ ہو گئے اور لگے خوشامد کرنے، "دیکھو کیتکی معاف کرو، آج ایک نالایق سرکاری چوبدار نے آ کر دھوکھا دے ایسا زہریلا تمباکو پلایا کہ ہم لوگوں کی یہ حالت ہو گئی۔ اس پاجی نے تو جان سے ہی مارنا چاہا تھا، اللہ نے بچا دیا، نہیں تو مارنے میں کیا چھوڑا تھا! دیکھو روز تو ایسا نہیں ہوتا تھا، آج دھوکھا کھا گئے، ہم ہاتھ جوڑتے ہیں، آگے کبھی ایسا دیکھنا تو جو چاہے سزا دینا!"

نقلی کیتکی نے کہا، "اچھا آج تو چھوڑ دیتی ہوں مگر خبردار جو پھر کبھی ایسا ہوا ہو!" یہ کہتے ہوئے تیج سنگھ باہر نکل گئے۔ ڈر کے مارے کسی نے یہ بھی نہ پوچھا کہ کیتکی تو کہاں جا رہی ہو؟